

محمد (ص)یورپ کی نظر میں(اول)

<?xml encoding="UTF-8">

سرزمین مشرق و مغرب کے درمیان تنازعہ جو اسکندر مقدونی کے حملے سے شروع ہوا اسکے بعد ایرانی سلطنت کے ساتھ مشرقی روم کی حکومت کی جنگوں اور مسلمان فاتحین کے خلاف اسی حکومت کی زور آزمائیوں کے طور پر جاری رہا آج بھی پورے شد

بسم الله الرحمن الرحيم
چشم مراتابه خواب دید جمالش
خواب نمی گیرد از خیال محمد

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی
عشق محمد بس است و آل محمد

و مد کے ساتھ جاری ہے اور یہ تنازعہ کم و بیش تین ہزار سالہ تاریخ پر محیط ہے۔ تین ہزار سال کی صف آرائی اور جنگ نے ان دونوں تہذیبوں کو "دشمنی" کے مفہوم سے آشنا کرنے میں نہایت اہم رول ادا کیا ہے ۔
مسلمانوں نے اس زمانے میں جب وہ ہر طرح سے اپنے دین سے بیگانے ہو چکے تھے مغربی مصنفین کے رشحات قلم سے دین اسلام کی بنیادوں کو دوبارہ استوار کرنے کی کوشش کی چنانچہ ہندوستان میں سرسید احمد خان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات پر مشتمل اپنے مضامین میں رسول اللہ کی عظمت کے بارے میں بہت سے مغربی مصنفین کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور ان کے اقوال نقل کئے ہیں۔ آن ماری شیمل کے بقول اس زمانے میں (انیسویں صدی) ہندوستان کی جوان نسل کا محبوب مصنف تھامس کارلائل تھا جس کی کتاب "ہیرواور ہیروپرستی" سے رسول اللہ کی شان میں تمجیدی اقوال اس کثرت کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کے غلط نظریات کو یکسر نظر انداز کر دیا اور ان کی نفی کرنے تک کی زحمت گوارا نہ کی ۔ ایران میں بھی ابو عبداللہ زنجانی نے اس کتاب کا فارسی میں ترجمہ کر کے شایع کرایا ۔ یہ سلسلہ اس حد تک آگے بڑھا کہ محمد حمید اللہ نے "محمد لنین کی نگاہ میں" کے زیر عنوان مضمون لکھا اور اس میں لنین کی زبان سے رسول اللہ کی شان میں تمجیدی کلمات بیان کئے ۔

اسی کے ساتھ ساتھ مسلمان جب رسول اللہ کی شان میں تنقید یا گستاخی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو اسلامی غیرت انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیتی تھی اور وہ توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کا جواب دینے لگتے ہیں ۔ البتہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے اور ہیں جنہیں اپنے دین کے بارے میں مغرب کے نظریات جاننے سے دلچسپی ہے ۔ قابل ذکر ہے مسلمانوں نے دین اسلام بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور قرآن کریم کے بارے میں مستشرقین کے نظریات پر بہت کم تحقیقی کام کیا ہے جبکہ یورپی محققین نے اس موضوع پر خاصہ کام کیا ہے مسلمانوں نے جس چیز پر توجہ کی ہے وہ مستشرقین کے تحلیلی اور تجزیاتی نظریات سے استفادہ کرنا ہے اس سلسلے میں اڈوارڈ سعید کے کاموں کو سب سے عمدہ قرار دیا جاسکتا ہے لیکن باقی کام

مذہبی اور غیر محقق افراد کے ہیں جو مغربی اہل قلم کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے گئے ہیں یا ان کا مقصد اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے مغربی اہل قلم کے مثبت نظریات نقل کرنا رہا ہے عام طور سے اس طرح کی کتابیں یا کتابچے مغربی متون کی ناقص نقل ہیں اور مقامی زبانوں میں ان کا ترجمہ کر کے شایع کیا گیا ہے

محترمہ مینو صمیمی نے اسلام و رسول اللہ کے بارے میں مغرب میں لکھی جانے والی بیشتر کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور اپنی گرانقدر کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) یورپ میں تالیف کی جو اپنی نوعیت کی نہایت اہم کتاب ہے -

یہ کتاب فارسی میں ترجمہ کی گئی ہے اور فارسی میں اس کا نام "مغرب میں ہزار سالہ افسانہ سازی اور دروغ پردازی" رکھا گیا ہے۔ یہ کتاب ماخذ و مدارک اور روش نگارش کے لحاظ سے قابل توجہ ہے جس سے ایک ہزار برسوں سے زائد عرصہ پر محیط رسول اللہ کے بارے میں مغربی ممالک کی طرز فکر کی نشاندہی ہوتی ہے۔ محترمہ مینو صمیمی نے پانچ سال تک مسلسل تحقیق و تفحص کے بعد اس اہم موضوع پر قلم فرسائی کی ہے اور مغربی مصنفین کی ہزاروں کتب و نوشتہ جات سے اسلام و پیغمبر اسلام کے بارے میں ان کے نظریات کو منظر عام پر لانے میں کامیابی حاصل کی ہے یہ کتاب انگریزی میں ہے اور جناب عباس مہرپور نے اس کا فارسی میں ماہرانہ ترجمہ کیا ہے فارسی کے ترجمہ میں ناشر اور مترجم نے اپنے اپنے حاشیے لگائے ہیں جس سے قاری کو کافی مدد ملتی ہے -

کتاب پر مصنفہ نے اپنے مقدمہ میں نسبتاً تفصیل سے مختلف زمانوں میں رسول اللہ کے بارے میں مغربی باشندوں کی ذہنیت کی تصویر کشی کی ہے اور سلمان رشدی کی توہین آمیز کتاب نیز مغرب کے اسلام مخالف اقدامات کے سامنے آنے کے بعد اس موضوع پر بحث کئے جانے کی ضرورت کو اجاگر کیا ہے۔ یہ مقدمہ سن دو ہزار میں کیمبریج یونیورسٹی میں لکھا گیا ہے اور اس کی اختتامی عبارتیں اس طرح ہیں "حضرت محمد کا پیغام دوستی و محبت کا پیغام تھا دشمنی و جنگ کا نہیں۔۔۔۔۔ اگر اہل مغرب بھی اسلام و حضرت محمد کا احترام کرنا سیکھ لیں تو یہ امید کی جاسکتی ہے کہ مسلمان بھی ان کا (اہل مغرب) کا احترام کرنے لگیں گے۔" کتاب دیباچے سے شروع ہوتی ہے جس میں محترمہ صمیمی نے اپنی کتاب کا مکمل نقشہ کھینچا ہے اور ان ماخذ کا ذکر بھی کیا ہے جن سے انہوں نے استفادہ کیا ہے۔ اس کتاب میں نقل کفر کفر نباشد کے مصداق مغربی مصنفین کی آراء نقل کی گئی ہیں جس پر مصنفہ اور ناشر نے قارئین سے معذرت خواہی کی ہے -

یہ کتاب گیارہ فصول پر مشتمل ہے پہلی فصل سے تیسری فصل تک مصنفہ نے قدیم کتابوں اور وہ کتابیں جو انہیں دستیاب تھیں ان کی اساس پر رسول اللہ کی سوانح حیات بیان کی ہے فصول کے عناوین اس طرح ہیں پہلی فصل: محمد مکہ کے لئے پیغام لانے والے، دوسری فصل: حکومت محمد درمدينہ۔ تیسری فصل: محمد روحانیت کی جستجو میں۔ مصنفہ نے ان فصول میں دستیاب مآخذ سے اپنی فہم کے مطابق رسول اللہ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی ہے (فارسی ترجمے میں محققین نے کتاب کے بعض مطالب کے بارے میں ناشرین کی درخواست پر اظہار نظر کیا ہے جو حاشیے کے طور پر مندرج ہیں البتہ ان امور کا ہمارے تبصرے سے کوئی تعلق نہیں ہے)

مصنفہ نے چوتھی فصل سے گیارہویں فصل تک کتاب کے اصل موضوع یعنی قرون وسطی سے بیسویں صدی تک رسول اللہ کے بارے میں مغربی مصنفین کے نظریات پر تحقیقی نگاہ ڈالی ہے انہوں نے ہر حصے میں بحث کے تاریخی نشیب و فراز، مصنف کی فکری پوزیشن اور مختلف ادوار کے خاص تاریخی حالات کا ذکر کیا ہے مثال

کے طور پر عوام کی بیداری کی بحث میں وہ ناچار فرانس کے انقلاب کی تفصیلات بیان کرتی ہیں یہ اباحت کہیں کہیں طول پکڑ جاتی ہیں البتہ یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ مصنفہ نے ان اباحت کو ضروری سمجھا ہو۔ مصنفہ نے بنیادی طور پر جس امر پر توجہ کی ہے وہ رسول اللہ کے بارے میں یورپیوں کے نظریات ہیں، اسی کے ساتھ اسلام کے بارے میں پیش کئے گئے نظریات کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور بعض اوقات ایک مسئلہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے ہم نے اس تبصرہ میں اس طرح کے مباحث کو مدنظر نہیں رکھا ہے۔ ہر فصل میں ایک خاص تاریخی دور کا انتخاب کیا گیا ہے اور اس میں اہم ترین تاریخی ادبی اور دینی نظریات کا احاطہ کیا گیا ہے گرچہ بعض اوقات برسوں کے لحاظ سے باریک بینی کا مظاہرہ نہیں کیا گیا ہے اور تقدم و تاخر دیکھا جاسکتا ہے۔

کتاب کی دسویں فصل کا عنوان "صلیبی جنگوں کی طرف بازگشت" ہے اس فصل میں ایک طرف مغرب و مشرق کی صف آرائی اور صلیبی جنگ کے نظریے کا احیاء تو دوسری طرف مشرق میں جہاد و دفاع مقدس پر بحث کی گئی ہے یہ فصل کتاب کے اصل موضوع سے تقریباً غیر مربوط ہے۔ بعض مصنفین کی کتابوں کا نہایت اختصار سے جائزہ لیا گیا ہے مثال کے طور پر واشنگٹن اروینگ کی کتاب سے بہت کم مطالب نقل کئے گئے ہیں جبکہ اس کتاب سے کافی مطالب نقل کئے جاسکتے تھے ان تمام امور کے باوجود "محمد (ص) یورپ کی نگاہ میں" ایک بے مثال کتاب ہے گرچہ ہر موضوع پر مزید تحقیق کی گنجائش ہوتی ہے تاہم پہلا قدم نہایت اہم ہوتا ہے یہ کتاب ہمیں ایک ہزار سال کے عرصہ میں اسلام کے تعلق سے مغرب کے احمقانہ طرز تفکر کی واضح تصویر دکھاتی ہے اسی طرح اسلامی اور مغربی تہذیب و تمدن کے درمیان تصادم کے اسباب کی بھی نشاندہی کرتی ہے۔ ہم نے اشارہ کیا تھا کہ کتاب کی پہلی تین فصلیں رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ سے مختص ہیں لہذا ان کا کتاب کے اصل موضوع سے خاص ربط نہیں ہے اسی وجہ سے ہم نے چوتھی فصل سے اپنے تبصرے و تلخیص کا آغاز کیا ہے۔

رسول جعفریان

چوتھی فصل: محمد (ص) محوند کی حیثیت سے قرون وسطی کے آغاز سے رنسیسنس تک

اس دور میں مشرق و مغرب میں دو اہم واقعات رونما ہوتے ہیں۔ پہلا واقعہ روم میں مقدس سلطنت کی تشکیل ہے کہ جو قدیم روم کی تہذیب و تمدن کی نابودی، یورپ کے مختلف علاقوں میں شمالی بربر قبائل و گروہوں کے معرض وجود میں آنے نیز عیسائیت کے سرکاری مذہب کی حیثیت سے منظر عام پر آنے کا باعث بنی۔ اس مقدس سلطنت نے قدیم رومی سلطنت کی طرح یورپ کو متحد کرنے کی کوشش کی۔ دوسرا واقعہ اسلام کا ظہور اس کی ترقی و پیشرفت اور فتوحات ہیں اسلامی فتوحات کا ایک بڑا حصہ میڈیٹرینین ساحلوں پر آباد عیسائی سرزمینوں کی تسخیر سے متعلق ہے اس طرح اسلام عیسائیت کا سب سے بڑا رقیب بن جاتا ہے اس کے علاوہ محمد (ص) یعنی اسلام کے بانی حضرت عیسیٰ مسیح کی جانشینی کے دعویدار اور تثلیث کا انکار بھی کرتے ہیں۔ کلیسا کے لئے یہ ناقابل برداشت ہے۔

ان دو واقعات کا نتیجہ روم کی مقدس حکومت کی طرف سے اسلام کو سرکوب کرنے اور مقدس سرزمینوں کو اس کے قبضے سے نکالنے کے لئے صلیبی جنگیں شروع کرنا ہے۔ صلیبی جنگیں 1095 میں شروع ہوئیں اور بارہ سو سترمیں ختم ہوئیں صلیبی جنگوں کے دوران ہی حکومت روم نے بیت المقدس اور شام کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کیا، گیارہ سو اڑتالیس میں صلاح الدین ایوبی نے عیسائیوں کو بیت المقدس اور دیگر علاقوں سے نکال باہر کیا اس کے بعد بھی حکومت روم نے صلیبی جنگیں جاری رکھیں جن میں عیسائیوں کو شکست ہوئی اور انہیں ہمیشہ کے لئے بیت المقدس سے ہاتھ دھونا پڑا۔

ایسے ماحول میں رسول اللہ کے بارے میں یورپ کی ذہنیت وجود میں آتی ہے۔ اس ذہنیت کی اساس وہ معلومات ہیں جو یورپیوں نے اسلامی ملکوں کے ساتھ تعلقات کے نتیجے میں حاصل کی تھیں اور مسلمانوں سے دشمنی کے سائے میں ان کا تجزیہ اور تحلیل کی تھی۔ مینو صمیمی لکھتی ہیں کہ "ان ہی پر آشوب و خونبار صدیوں میں محمد (ص) کے بارے میں غیر حقیقی اور بے بنیاد تصورات قائم ہوتے ہیں جو سارے یورپ پر چھا جاتے ہیں"

یہ وہ زمانہ ہے کہ یورپ میں کم و بیش رسول اللہ کو پہچانا جاتا تھا گرچہ ان معلومات کا سرچشمہ اسلامی کتابیں تھیں لیکن یہ معلومات افسانوں داستانوں اور توہمات کے ساتھ گھل مل گئی تھیں اور ان کی اساس یہ تصور تھا کہ اسلام ظہور مسیح سے قبل آنے والا دجال ہے۔

عیسائیت میں حضرت مسیح کو بے شمار مادی معجزات کا حامل قرار دیا گیا ہے بنا بریں محمد (ص) کے معجزہ کا حامل نہ ہونے کے بارے میں کسی روایت کا نہ ہونا ان کی نظر میں رسول اللہ کو جھوٹی اور فریب کا شخصیت بنادیتا ہے۔ نبوت کے دعوے کو بھی مغربی اذہان نے مرگی کی بیماری سے تعبیر کیا ہے۔ اسی زمانے میں اسلامی تہذیب و تمدن یورپ کے لئے ایک چیلنج بن کر ابھری ایسی چیلنج جسے انہوں نے اسپین و سسلی سے پہچانا اس امر سے یورپی حسد کی آگ میں جلنے لگے اور نہ صرف دین اختلافات کا سبب بنا بلکہ فوجی ترقی اور زندگی کے تمام شعبوں میں علمی اور تہذیبی ترقی بھی یورپ کے شدید حسد میں مبتلا ہونے کا باعث بنی۔

مغرب نے تین طریقوں سے محمد (ص) کے بارے میں معلومات حاصل کیں پہلے بیزانس دوسرے اسپین اور تیسرے ان اعیانی کمانڈروں کے ذریعے جنہوں نے صلیبی جنگوں میں شرکت کی تھی۔

جان دمشقی ان پہلے مصنفین میں سے ہے جس نے اپنی کتاب De Haeresbus Liber میں رسول اللہ کے بارے میں لکھا ہے۔ حضرت خدیجہ کے مال و ثروت سے استفادہ کرنا جنگ سے شغف اور بے پناہ جنسی خواہش وہ امور ہیں جو انہیں رسول اللہ کی شخصیت کے بارے میں قرون وسطی سے ورثہ میں ملے ہیں۔ جنسی خواہش کے بارے میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرون وسطی میں کلیسا کی رہبانیت کے پیش نظریہ امر کس قدر منفی تصور کیا جاتا ہوگا۔ جان دمشقی کا خیال ہے کہ محمد (ص) کو مشکوک عیسائی بدعت پسند عناصر نے گمراہ کیا تھا اور انہوں نے بعد میں عربوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔

بید معزز قرون وسطی کا ایک اور مصنف ہے جس نے بدو عربوں کی جنگ پسندانہ خصلت پر کافی زور دیا ہے اور انہیں جسور جنگ طلب و جاہل قرار دیا ہے۔ مجموعی طور سے وہ لفظ ساراسن کے سہارے جو یورپ میں بدو عرب کے معنی میں ہے اسلام و محمد (ص) کو پہچنانے کی کوشش کی ہے۔

اسپین نے کئی صدیوں سے مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا تھا اور یہاں کے عیسائی مسلمانوں کے ساتھ گھل مل گئے تھے اور اسلامی تہذیب و تمدن کے زیر اثر انہوں نے اپنی تہذیب و تمدن کو بھی سدھار لیا تھا یا کم از کم اسے فلسفیانہ رنگ دے دیا تھا اسی زمانے میں یہودی تہذیب بھی اسپین میں مستحکم تھی اور یہ بھی اسلامی

تہذیب ہی سے متاثر تھی بنابرین اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے اگر یہ کہا جائے کہ عیسائی اور یہودی اسلامی و عرب متون کا مطالعہ کرتے تھے اس صورتحال کو دیکھ کے صنادید عیسائیت کو یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں ان کے پیرو اسلامی ثقافت میں ضم نہ ہو جائیں اسی وجہ سے انہوں نے محمد (ص) اور اسلام کو بدنام کرنے کی مہم شروع کردی اسی زمانے سے رسول اللہ کی شخصیت کو مسخ کرنے کا آغاز ہوتا ہے اور بے بنیاد تصورات وجود میں لائے جاتے ہیں اس زمانے میں بعض افراد نے اسلام کو آخرالزمان میں دجال کے ظہور کا پیش خیمہ قرار دیا اور یہ پروپیگینڈا کتاب مقدس (انجیل) کی بعض عبارتوں کا سہارا لے کر کیا گیا۔ "آلواروس" اٹھ سو پینتالیس عیسوی میں لکھتے ہیں کہ "افسوس کہ ذہین عیسائی جوان شوق سے عربوں کی کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہیں اور عیسائی کتابوں کو بے اہمیت اور ناقابل توجہ سمجھتے ہیں"

محترمہ مینو صمیمی لکھتی ہیں کہ محوند، محون، اور فرانسیسی میں ماحون جرمنی میں ماخمت ایسے نام ہیں جن کے معنی دیو، عفریت اور بت کے ہیں یہ وہ نام ہیں جو بارہویں صدی عیسوی میں یورپ کے عیسائی ڈرامہ نویسوں یا عاشقانہ اور رزمیہ داستانیں لکھنے والوں کی ایجاد ہیں۔

اس زمانے میں ایسی بہت سی رزمیہ داستانیں لکھی گئیں جن میں یورپ کی تعریف و تمجید کی گئی ہے ان تمام داستانوں میں مسلمانوں کو مشترکہ دشمن بتایا گیا ہے۔ بعض داستانوں میں ملتا ہے کہ محون یعنی وہی محمد (ص) ایسا بت ہے جسے ساراسن (بدو عرب) پوجتے ہیں اور عیسائیوں کی طرح جو خدا (باپ) کو اور یہودی جو یہوہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں وہ بھی محون کو پکارتے ہیں اس طرح قرون وسطی کے یورپ کی داستانوں اور ترانوں میں محمد (ص) کو ایک بت بنا کر پیش کیا گیا تھا، تعجب تو اس بات پر ہے کہ انگریزی کا لفظ Mammetry محومت سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی مجسموں یا تصویروں کی پرستش یا بت پرستی کے ہیں۔

بعض داستانیں جو حضرت محمد (ص) کی توہین کی غرض سے لکھی گئی ہیں اس قدر افسانوی خلاف واقع اور آپ کی شخصیت کے برخلاف ہیں کہ انہیں نقل کرتے ہوئے بھی انسان شرم سے پانی پانی ہوجاتا ہے، یہ ترانے عام طور سے عوام کے درمیان رائج تھے ان ترانوں میں آنحضرت کو بت یا نعوذ باللہ شیطان کے روپ میں پیش کرنا اس زمانے کے ادب میں رائج تھا اور یہ روش اگلی صدیوں میں بھی جاری رہی۔

دوسری صلیبی جنگ: جب صلیبی سپاہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست فاش ہوئی تو سارے مسائل کا ذمہ دار محمد (ص) کو ٹھہرایا گیا جنہیں "شیطان" دجال اور جھوٹے پیغمبر سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ اسی زمانے میں راہب برنارڈ کلرو کے مقابلے میں جنہوں نے دوسری صلیبی جنگ کے دوران مذہبی قیادت سنبھال رکھی تھی راہب کلونی کو دیکھتے ہیں جن کا خیال تھا کہ عیسائیوں کو صلح و دوستی کے راستے سے مسلمانوں کو صحیح طرح سے پہنچانا چاہیے اور قرآن کی کمزوریوں کو سمجھ کر عام لوگوں کو یہانتک کہ مسلمانوں کو ان سے آگاہ کر کے انہیں اسلام سے دستبردار ہونے کی ترغیب دلانی چاہیے اس راہب نے اپنی آمدنی سے لاطینی زبان میں قرآن کا ترجمہ آمادہ کرنے کی کوشش کی اور رابرکت نامی ایک انگریز کو یہ ذمہ داری سونپی اس انگریز نے گیارہ سو تینتالیس میں لاطینی زبان میں قرآن کا ترجمہ مکمل کیا۔

صلیبی جنگوں کے مخالفین میں ایک نام راجر بیکن کا ملتا ہے ان کا خیال تھا کہ ان جنگوں میں عیسائیوں کی کامیابی کے باوجود بھی وہ مسلمانوں کو عیسائی نہیں بنا سکتے ان کے خیال میں عیسائیت کی تبلیغ و ترویج ہی عیسائیت کو پھیلانے کا منطقی اور مفاہمت آمیز طریقہ تھا۔ بیکن نے کندی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی کتابوں کے لاطینی ترجموں کا مطالعہ کیا تھا اور وہ جانتے تھے کہ اسلام ترقی و پیشرفت کرے گا۔

اس زمانے میں رسول اللہ کا نام دشنام و توہین کے ساتھ لیا جاتا تھا اور کوئی بھی آپ کا نام دشنام کے بغیر نہیں

لیتاتھا برطانوی شاعرویلیم لنگلینڈ نے تیرہ سو باسٹھ میں Piers Plowman کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں وہ کہتا ہے کہ "میں محمد (ص) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دوزخیوں کے ساتھ درک اسفل میں ہیں" اس نظم میں محمد (ص) کو بدعت گزار کارڈینال کہا گیا ہے جو حجاز میں مرتد ہو گیا ہے اور نیا دین بنالیا ہے اس شاعر کی نظر میں محمد (ص) دجال کے گروہ کے سردار ہیں ۔

اس برطانوی شاعر کے ایک سو پچاس سال بعد اسکاٹلینڈ کے شاعر ویلیم دمنار نے محمد (ص) کو جہنم کے امور کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

دانتے اور اسکی الہی کامیڈی کا بھی یہی حال ہے اور اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے دانتے اس کامیڈی میں قاری کو ایک گائیڈ کے ہمراہ دوزخ اور برزخ کی سیر کراتے ہیں اور اسے بتاتے ہیں کہ عیسائیت کے دشمنوں کو کیسے کیسے خوفناک عذاب میں مبتلا کیا گیا ہے ، دانتے کی الہی کامیڈی کے بیس سال بعد صلیبوں کا آخری مرکز یعنی بیت المقدس بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گیا بنا بریں دانتے بری طرح صلیبی جنگوں میں شکست کے منفی اثرات کے زیر اثر تھے ، دانتے نے محمد (ص) کو ایسے گنہگار کے روپ میں پیش کیا ہے جو اپنا سینہ اپنے ہاتھوں سے چاک کر رہا ہے دانتے کی نظر میں محمد (ص) کا گناہ یہ تھا کہ انہوں نے جھوٹے دین کو پھیلایا ، وحی نازل ہونے کا دعویٰ کیا جو کہ ایک طرح کا کفر آمیز مکروفریب ہے اور دنیا میں اختلافات کے بیج بوئے۔